استعین موجود ہے لہذا اس پیسے ہندؤن کی طرف سے کسی قسم کی واجبی شکایت یا
پیدا ہونے کا احتمال نہیں ہے بلکہ گاؤکشی کے انسداد سے ان کو مایوس ہو
اس مایوسی کے سبب اُن کی طرف سے فساد موقوف ہونے اور ملک مین امن
ہونے کی کامل امید ہے ۔

اہل حدیث کا خطاب (اہلحدیث) پرانا خطاب ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقون کی دل آزردگی کا باعث نہیں ہو سکتا

لائق توجہ گورنمنٹ و اعیان اسلامی مذاہب

جو لوگ بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے اور اہلحدیث کہلاتے ہین انکا قدیم سے چا
اور ان کے اس عمل کا زمانہ قدیم مین پایا جانا ہم اپنے مضمون اہل حدیث قدیم مین پایا جا
بضمن رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۸ ثابت کر چکے ہین ۔

اس مضمون مین یہہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ ان کا یہ خطاب بھی ویسا ہی قد
جیسا کہ ان کا وجود و عمل قدیم ہے اور اس سے کسی اسلامی فرقہ کی دل آزردگی
نہیں ہے ۔ اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ یہ خطاب اب نیا تجویز ہوا ہے اور زمانہ قد
کوئی خاص فرقہ اہلحدیث کے نام سے نامزد و مشہور نہ تھا ان ہی فقہا مذاہب اربعہ کو ا
کہا جاتا تھا اور اب کسی فرقہ کو اہل حدیث کہتے ہین دوسرے اسلامی فرقون کے اہل
نہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو انکی دل آزردگی کا موجب ہے وہ اسلامی تاریخ اور اسا
مذاہب سے ناواقف ہین اور غور و تامل سے کام نہین لیتے ۔

اس دعا کے ثبوت کے لئے ہم سر دست تین دلائل پیش کرتے ہین -

اوّل یہ کہ یہ خطاب "اہلحدیث" ایک گروہ خاص کے لئے خود ان ہی مذاہب کے اکابر و اعیان نے (جنکا اس خطاب سے دل آزردہ ہونا فرض وخیال کیا گیا ہے) تجویز کیا ہے اور اس خطاب سے اپنے فقہاء مذاہب کو مراد نہین ٹھہرایا ہے (جیسا کہ بعض ناواقفون کو وہم ہوا ہے) بلکہ ان فقہاء کے مقابلہ مین ایک جداگانہ گروہ کو اسکا مصداق قرار دیا ہے - پھر کیونکر ممکن و متصور ہے کہ اس خطاب سے انکی یا ان کے پیروان و مقلدین کی دل آزردگی ہوگی -

اس دلیل کی تفصیل مین ہم چند کتب معتبرہ حنفیہ وغیرہ کی عبارات پیش کرتے ہین -

فتاوی حمادیہ[1] مین نیز کتاب حدود اور ردالمحتار[2] مطبوعہ مصر کی جلد ۳ مین بصفحہ ۱۹۰ نقل کیا ہے کہ ابو بکر جوزجانی کے عہد مین امام ابو حنیفہؒ کے ایک پیرو نے ایک اہلحدیث کی بیٹی کا نکاح چاہا تو اُسنے کہا تو اپنا مذہب حنفی چھوڑ دے اور نماز مین رفع الیدین اور امین با لجہر کرے تو مین تجھے لڑکی کا نکاح کر دون گا اوس نے ایسا کیا تو اس کا معاملہ شیخ ابو بکر جوزجانی کے سامنے پیش ہوا - تا آخر -

حکی ان رجلاً من اصحاب ابی حنیفہؒ خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترک مذہبہ فیقرء خلف الامام و یرفع یدیہ عند الانحطاط و نحو ذالک فاجابہ فزوجہ فقال الشیخ بعد ما سئل عن ہذہ واطرق راسہ النکاح جائز - (فتاوی حمادیہ و ردالمحتار ص ۱۹۰ جلد ۳)

اور ردالمحتار جلد ۳ مین بصفحہ ۲۴۴ کہا ہے کہ علامہ اکمل کی شرح[3] اصول بزودی مین ہے کہ ہمارے اکثر ہم مذہب (حنفیہ) اور امام شافعیؒ کے اکثر پیرو اس امر کے قایل ہین کہ جن چیزون کی جواز یا ممانعت کی نسبت شرع کا کوئی حکم وارد نہو وہ مباح الاصل

وفی شرح اصول البزودی للعلامۃ الاکمل قال اکثر اصحابنا واکثر اصحاب الشافعی ان الاشیاء التی یجوز ان یرد الشرع باباحتہا وحرمتہا قبل وروده علی الاباحۃ

وهي الاصل فيها حتى ابيح لمن لم يبلغه الشرع ان ياكل ما شاء واليه اشار محمد في الاكراه حيث قال اكل الميتة وشرب الخمر لم يحرما الا بالنهي فجعل الاباحة اصلاً والحرمة بعارض النهي وهو قول الجبائي وابي هاشم واصحاب الظاهر وقال بعض اصحابنا وبعض اصحاب الشافعي ومعتزلة بغداد انها على الحظر وقالت الاشعرية وعامة اهل الحديث انها على الوقف حتى ان من لم يبلغه الشرع يتوقف ولا يتناول شيئاً

(رد المحتار جلد ۳ ص ۲۴۴)

ہین ان کے نزدیک اس شخص کو جسکو شریعت نہ پہنچے سب کچھہ کہا لینا مباح ہے ۔ اسی کی طرف امام محمد کے اس قول کا کہ مردار اور خنزیر کو شرع ہی نے حرام کیا ہے اشارہ پایا جاتا ہے انہون نے سب چیزون کو مباح الاصل قرار دیا ہے اور حرمت اشیاء کو نہی شارع کے سبب سے عارضی ٹھہرایا ہے یہی جبائی اور ابوہاشم اور ظاہریہ کا قول ہے اور ہمارے بعض اہل مذہب اور امام شافعیؒ کے بعض پیرو اور بغداد کے معتزلہ قائل ہین کہ اصل حکم تمام چیزون مین ممانعت ہے اشعریہ اور اکثر اہلحدیث کا مذہب توقف ہے وہ کہتے ہین جسکو کسی چیز کی نسبت شرع سے جواز کا حکم نہ پہونچے وہ اُسکے کھانے سے توقف کرے۔

ایسا ہی مسلم الثبوت (۴) کے متن اور حاشیہ منہیہ (۵) اور ملامبین کے حاشیہ مسلم مین تمام چیزون کے اصلی حکم حرمت یا اباحت کی نسبت علماء کا اختلاف بیان کیا اور اس مین

واما الخلاف المنقول عن اهل السنة ان الاصل في الاحكام الاباحة اي ليس في الفعل ثواب ولا في الترك عقاب كما هو اي الاصل الاباحة مختار اكثر الحنفية والشافعية قال الحاشية منهم العراقيون قالوا واليه اشار محمد فيمن هدد

مذہب اہلحدیث کو مذہب حنفیہ وشافعیہ کے مقابلہ مین ذکر کیا ہے اس مقام پر حاشیہ ملامبین کی عبارت باترجمہ نقل کیجاتی ہے۔ اہل سنت کا یہ اختلاف کہ اصلی حکم اباحت ہے جسکے عمل پر نہ ثواب ہو نہ عذاب جیسے اکثر حنفیہ وشافعیہ کا مذہب ہے مصنف نے حاشیہ

بالقتل علی اکل المیتۃ وشرب الخمر فلم یفعل حتی قتل بقولہ خفت ان یکون آثما لان اکل المیتۃ وشرب الخمر لم یحرما الا بالنہی فجعل الاباحۃ اصلاً والحرمۃ بعارض النہی کذا فی التقریر انتہی او الاصل الحظر کما ذھب الیہ ای الی الحظر غیرھم ای غیر اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ قال فی الحاشیۃ منہم ابو منصور الماتریدی وصاحب الہدایۃ وعامۃ اہل الحدیث
(حاشیہ مسلم ملا مبین)

مین کہا ہے کہ عراقی فقہا رحنفیہ اسی مذہب والون مین ہین وہ کہتے ہین اسی مذہب اباحت کیطرف امام محمد نے بھی اپنے اس قول مین اشارہ کیا ہے کہ جسکو مردار کھانے یا شراب پینے پر قتل سے کوئی ڈراوے اور وہ مردار نہ کھائے اور شراب نہ پئے تو مجھے خوف ہے وہ گنہگار ہوگا۔ کیونکہ مردار و شراب تو صرف حکم شرع سے حرام ہوئے ہین، اس قول مین انہون نے اباحت کو اصلی ٹھہرایا ہے اور حرمت کو عارضی۔ یا وہ اصل حکم ممانعت ہے چنانچہ اکثر حنفیہ و شافعیہ کے سوا اور لوگ قایل ہین۔ ان کی تمثیل مین مصنف نے حاشیہ منہیہ مین کہا ہے کہ از انجملہ امام ابو منصور ماتریدی اور صاحب ہدایہ ہین اور اکثر اہلحدیث۔

(۶) (۷)
اشباہ والنظایر اور حموی شرح اشباہ والنظایر مطبوعہ کلکتہ مین بصفحہ ۱۰۰ لکھا ہے کہ بعض اہل حدیث نے لکھا ہے کہ اصل حکم اشیار کا حرمت ہے ان کی

وقال بعض اہل الحدیث الاصل فیہا الحظر ودلیلہ ان التصرف من ملک الغیر بغیر اذنہ لایجوز۔
(حموی شرح اشباہ والنظایر صـ۱۰۰)

دلیل یہہ ہے کہ ملک غیر مین بلا اذن اسکی تصرف جائز نہین ہے۔
(۸)
اور طحطاوی مطبوعہ مصر کی کتاب الذبایح مین بصفحہ ۱۵۳ لکھا ہے اگر کوئی معترض کہے کہ تمکو اپنا (اہل سنت حنفیہ شافعیہ وغیرہ کا) سیدھے راہ پر ہونا کیونکر معلوم ہوا حالانکہ ہر ایک اسلامی فرقہ شیعہ خارجی وغیرہ بھی دعوی کرتے ہین اُس کے

فان قلت ما وقوفك علی انك علی صراط مستقیم وکل واحد من هذه الفرق یدعی انه علیه قلت لیس ذلك بالادعاء والتشبث باستعمال الوهم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل عن جهابذة هذه الصنعة علماء اهل الحدیث الذین جمعوا صحاح الاحادیث فی امور رسول الله صلعم واحواله وافعاله وحرکاته وسکناته واحوال الصحابة والمهاجرین والانصار الذین اتبعوهم باحسان مثل امام البخاری ومسلم وغیرهما من الثقات المشهورین الذین اتفق اهل المشرق والمغرب علی صحة ما اوردوه فی کتبهم من امور النبی صلعم واصحابه رضی الله عنهم

جواب میں میں کہوں گا کہ یہ بات صرف دعوی اور وہم کے ساتھ تمسک کرنے سے نہیں ہے بلکہ اس امر کے پرکھنے والوں اہل حدیث کی نقل کی شہادت سے جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین کے احوال افعال و اقوال میں حدیثیں جمع کی ہیں۔

(۸)
اور ملا علی قاری کی شرح **فقہ اکبر** میں ہے کہ از انجملہ ایک یہہ مسئلہ ہے کہ مقلد کا (جو خدا کو بلا دلیل مانے) ایمان معتبر درست ہے امام حنیفہ رح و سفیان ثوری و امام مالک و اوزاعی و شافعی و احمد اور اکثر فقہا

منها ان ایمان المقلد الذی لا دلیل معه صحیح قال ابو حنیفة وسفیان الثوری ومالك والاوزاعی والشافعی واحمد وعامة الفقهاء واهل الحدیث صح ایمانه ولکنه عاص بترك الاستدلال الخ (شرح فقه اکبر)

اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ اسکا ایمان صحیح ہے مگر وہ مقلد تمسک بدلیل کے ترک کرنے سے گناہگار ہے۔

اور رد المختار جلد ۳ میں بصفحہ ۲۹۳ و صفحہ ۳۰۹ فتح القدیر سے نقل کیا ہے کہ خوارج جو مسلمانوں کی خونریزی اور مالون کو حلال سمجھتے ہیں اور صحابہ کو کافر بتاتے ہیں اکثر فقہا اور اہل حدیث کے نزدیک باغیوں کے حکم میں ہیں بعض

وذکر فی فتح القدیر ان الخوارج الذین یستحلون دماء المسلمین واموالهم ویکفرون الصحابة حکمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحدیث

نمبر پنجم جلد نہم

حکم البغاة و ذهب بعض اهل الحدیث الی انهم مرتدون قال ابن المنذر ولا اعلم احدا وافق اهل الحدیث علی تکفیرهم وهذا یقتضی نقل اجماع الفقهاء۔

(رد المختار ص ۲۹۳ و ص ۳۰۹ جلد ۳)

اہلحدیث یہ کہتے ہیں کہ وہ مرتد ہیں امام ابن المنذر فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان اہلحدیث کا اس تکفیر خوارج میں کوئی اور موافق وہم خیال گذرا ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہا کا عدم تکفیر پر اجماع ہے۔

لنا ان القنوت للنازلة مستمر لم ینسخ وبه قال جماعة من اهل الحدیث وحملوا علیه حدیث ابی جعفر عن انس ما زال یقنت حتی فارق الدنیا ای عند النوازل

(فتح القدیر ص ۱۸۸)

(۱۰) اور فتح القدیر جلد اول مطبوعہ لکھنو میں بصفحہ (۱۸۸) کہا ہے کہ حوادث کے وقت نمازوں میں دعاء قنوت پڑھنا برابر جاری رہا ہے اور منسوخ نہیں ہوا۔ اور اسی امر کی ایک جماعت اہلحدیث قائل ہے اور انہوں نے حدیث انس کو کہ آنحضرت صلعم ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہانتک کہ دنیا سے جدا ہوئے اس قنوت حوادث پر محمول کیا ہے۔

(۱۱) اور بحر الرائق کی جلد اول میں بصفحہ ۲۶۴ کہا ہے کہ شرح نقایہ (۱۲) میں بحوالہ غایہ (۱۳) بیان کیا ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی حادثہ واقع ہو تو امام جہری نمازوں میں دعاء قنوت پڑھے اور یہی سفیان ثوری اور امام احمد حنبل کا قول ہے اور اکثر اہلحدیث کا یہ مذہب ہے کہ حوادث کے وقت بھی نمازوں میں سری ہوں خواہ دعاء قنوت مشروع ہے۔

فی شرح النقایة معزیا الی الغایة وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوة الجهر وهو قول الثوری واحمد وقال جمهور اهل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوة کلها۔

(البحر الرائق ص ۲۶۴)

(۱۴) اور مستملی کی جلد اول میں بصفحہ ۲۲۷ حنفی مذہب میں بجز وتر دعاء قنوت کا مسنون نہ ہونا بیان کر کے کہا ہے کہ جن قنوت کا

او یحمل علی قنوت النوازل کما اختاره

بعض اهل الحديث انه عليه الصلوٰة والسلام لم يزل يقنت في النوازل۔ (مستملی ص ۔۔)

ذکر حدیث مین ہے اس سے وہ قنوت مراد ہے جو حوادث کے وقت پڑھا جاتا ہے چنانچہ اہل حدیث کا مذہب ہے ۔

اور رد المحتار مطبوعہ مصر کی جلد اول مین بصفحہ ۴۵۱ ۔ اور طحطاوی مطبوعہ مصر کی جلد

وقيل في الكل قد علمت ان هذا لم يقل به الا الشافعي وعزاه في البحر الى جمهور اهل الحديث فكان ينبغي عزوه اليهم لئلا يوهم انه قول في المذهب ۔ (رد المحتار وطحطاوی)

اول مین بصفحہ ۲۴۴ کہا ہے کہ یہ جو درمختار مین کہا ہے کہ بقول بعض سبھی نمازون مین (سری ہون خواہ جہری) قنوت پڑھے ہے اس سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول بھی حنفی مذہب مین ہے مگر یہ تو جان چکا ہے کہ اس مسئلہ کا بجز شافعی کوئی امام قائل نہین ۔ اور بحر الرائق مین اس مسئلہ کو جمہور اہلحدیث کیطرف منسوب کیا ہے اسصورت مین صاحب درمختار کو مناسب تھا کہ اس مسئلہ کو امام شافعی اور اہلحدیث کی طرف منسوب کرتا تا کہ اسکے کلام سے یہ وہم نہوتا کہ یہ حنفی مذہب مین ایک قول ہے ۔

(۱۵) اور خلاصہ کیدانی مین ہے نماز مین دسوان فعل حرام (حنفی مذہب مین

العاشرة الاشارة بالسبابة كاهل الحديث (خلاصه كيدانی)

انگلی سے اشارہ کرنا ہے جیسے اہل حدیث کرتے ہین ۔

(۱۶) علامہ تفتازانی کی شرح خلاصہ کیدانی مین ہے رفع یدین اس محل مین جہان

ورفع اليدين في غير ما شرع اراد به نفي الرفع بعد الركوع في القومة الى الصدر نحو القبلة كما يرفع للدعاء (شرح خلاصہ کیدانی)

شرع کا حکم نہین اس سے رکوع کے بعد قومہ مین رفع یدین کرنے کی جیسا کہ شافعی اور اہلحدیث کرتے ہین نفی کرنا مراد ہے ۔ کیونکہ وہی لوگ قومہ مین سینہ تک قبلہ کی طرف ہاتھ اٹھاتے

ہین جیسے دعا میں اٹھائے جاتے ہین -

یہہ ۱۶ حوالہ کتب مذہب حنفی کی عبارتین ہین جن مین متوفی علما حنفیہ متقدمین و متاخرین کی اس امر پر شہادتین پائی جاتی ہین کہ ان علمار نے ایک خاص فرقہ کو جو نہ حنفی کہلاتا نہ شافعی اہلحدیث کہا ہے اور حنفیہ و شافعیہ وغیرہ اہل مذاہب کے مقابل اُن کا ذکر کیا ہے ۔

ایسی ہی ہمنے موجودہ علمار حنفیہ ہندوستان و پنجاب کے (جن مین بعض علمار کا حنفی مذہب مین پیشوا ہونا تمام ہندوستان مین مسلم ہے اور بعض علمار کا پنجاب مین) شہادتین حاصل کی ہین - ان علمار کے نام نامی ہم تب ظاہر و مشتہر کرینگے جب ان کے فتوے کی نسبت اور علمار حنفیہ کی بلا روسے رعایت رائے حاصل کرلین گے - اور اُن کے انصاف و بے تعصبی کا امتحان کرین گے - بالفعل صرف ان کا فتویٰ ذیل مین نقل کرتے ہین -

سوال

اہلحدیث قدیم ہین یا جدید اور ان کا یہ خطاب فقہار حنفیہ وغیرہ نے اپنی کتابون مین مسلم رکھا ہے یا نہین -

جواب

اہلحدیث قدیم ہین جنکے اکابر امام بخاری و امام مسلم وغیرہ ہین - اور یہ خطاب اُن کے لئے ہمارے فقہار مذاہب نے تسلیم کیا ہے اور اپنی پرانی کتابون مین انکے حق مین استعمال کیا ہے شرح نقایہ - بحر الرائق - طحطاوی - فتح القدیر - اشباہ و النظائر - مستملی وغیرہ مین بذیل مسئلہ قنوت نوازل - اور فتاوی حمادیہ مین بضمن کتاب الحدود - اور طحطاوی مین بذیل کتاب الذبائح - اور حاشیہ منہیہ مسلم مین بضمن مسئلہ حکم قبل بعثت - ور د المختار - و شامی - و صراط مستقیم وغیرہ مین اس گروہ کو اہلحدیث کے خطاب سے یاد کیا ہے ۔

ان شہادتون کو پڑھکر یا سنکر موجودہ مسلمانان ہندوستان و پنجاب سے جو غالباً حنفی المذہب

ہین ہرگز ممکن و متوقع نہین ہے کہ وہ کسی فرقہ کے اہلحدیث کہلانے پر دل آزردہ ہون
اُن کے اس خطاب مین اپنے اہلحدیث نہونے کیطرف اشارہ سمجھین یہہ ہوتا تو وہ ا
اپنے لئے مقرر کرتے اور اپنے سوا ئے کسیکو اہلحدیث نہ کہتے خصوصاً بالمقابلہ جبین وہ
آپ کو فقہاء وحنفی وشافعی کہتے ہین اور اپنے مقابلہ مین ایک فرقہ کو اہلحدیث کے خط
سے یاد کرتے ہین۔ اس سے کس وناکس کو بشرطیکہ فہم وانصاف رکھتا ہو یقیناً سمجھہ مین آ
ہے کہ کسی فرقہ کے اہلحدیث کہلانے سے وہ اپنی توہین نہین سمجھتے۔

ایک شہادت اس مقام مین ایسے شخص کی پیش کی جاتی ہے جو حنفی کہلاتا ہے نہ
بلکہ عام مسلمانون مین اسکا مذہبی خطاب کچھہ اور ہی ہے ولہذا اسکی شہادت عام اہل ا
مؤثر نہین ولیکن چونکہ اسکی رائے گورنمنٹ کی نظر مین وقعت واعتبار سے دیکھی جا
وہ ایک اسلامی رائے سمجھی جاتی ہے۔ لہذا اس کی شہادت اس مقام مین پیش ک
سے خالی نہین۔

وہ آنرابیل سید احمد خان صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی ہین جو اپنے رسالہ جوا
مین صاف فرماتے ہین کہ اہل حدیث اُس گروہ پُرانا کا نام ہے۔ جس سے وہ زما
مذاہب اربعہ مین مشہور تھے۔

اصل کلام آنرابیل یہہ ہے

"مذہب اسلام ابتدا مین بہت سے برسون تک ایک ایسا مذہب رہا جسکا منشا ر
ذات باری کی پرستش تھی مگر سنہ ہجری کی دوسری صدی مین جبکہ اسکے اصول کی
علماء کے خیالات قلمبند ہوئے تو اس کے چار فرقہ قائم کئے گئے یعنی حنفی وشافعی
وحنبلی اور کچھہ عرصہ تک مسلمانون کو یہ اختیار حاصل رہا کہ ان فرقون مین سے جس
مسلہ کو چاہین پسند کرین اور اسکی پیروی کرین لیکن جب بنی امیہ اور بنی عباس بادشا

تو ونہون نے ایک حکم تمام مسلمانون کے نام اس مضمون کا جاری کیا کہ وہ ان چار فرقون مین سے کسی ایک فرقہ کی تمام مسلون کو قبول کرلین چنانچہ بعد اس حکم کے جو لوگ اسکے خلاف کرتے تھے اونکو سزا دیجاتی تھی چنانچہ اسی جبری حکم کے باعث سے آزادانہ رائے کا اظہار مسدود ہوگیا اور مذہبی دست اندازی کا بڑا زور شور ہوا مگر اسوقت مین بھی بہت سے آدمی ایسے تھے جو حنفیہ اصلی مذہب کے پابند تھے اور ظاہراً اُن کی یہ جرات نہ تھی کہ سوائے چند مقتدر آدمیون کے کسی سے اپنی رائے کا اظہار کرین اور ایسے لوگ اس زمانہ مین اہل حدیث کہلاتے تھے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قول کے معتقد تھے اور مندرجہ بالا چارون فرقون کے مسلون کے پابند نہ تھے پس رفتہ رفتہ حکم مذکورۃ الصدر اور زیادہ تشدد کے ساتھ جاری کیا گیا یہانتک کہ آخر کار وہ بہت سے مسلمانون کے مذہب کا ایک بڑا اصول ہوگیا اور پھر اہلحدیث سے بھی عوام الناس رفتہ رفتہ عداوت کرنے لگے اور اصول شرع مین سچے مسلمانون کے نزدیک وہ قابل ملامت قرار دیئے گئے۔ غرضکہ ۱۸۰۰ء کے شروع تک تمام مسلمانون کی یہی حالت رہی"۔

اس شہادت سے بھی ہمارے دعوی کا جزاول کہ "اس گروہ کا یہ خطاب قدیم سے" بخوبی ثابت ہے گو اسکا جز ثانی کا کہ اس خطاب سے اونکی دل آزردگی مقصود نہین اسمین صریح ثبوت نہین ہے

بالجملہ اس بیان سے ہماری پہلی دلیل کی کافی تفصیل ہوئی اور یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ اس گروہ کا خطاب اہلحدیث خود ان ہی لوگون کے پرانی اور نئے کتب مذہبی مین تجویز و مسلم ہو چکا ہے جنکی دل آزردگی کا اندیشہ و خطرہ ناواقفون کے خیال مین گذرتا ہے۔ اور در حقیقت یہ خطاب ان کی دل آزردگی کا باعث نہین ہو سکتا اگر وہ اپنے کتب و مذہب کے پابند رہین اور اپنے مقتداؤن کو عزت و تسلیم کی نگاہون سے دیکھین۔

دوسری دلیل

اہلحدیث کا اپنے آپ کو اہلحدیث کہنا اس غرض و مراد سے نہیں کہ حدیث نبوی سے خاصکر ان ہی لوگون کو تعلق ہے ۔ دوسرے اسلامی گروہ حنفی شافعی وغیرہ حدیث کی سروکار نہین رکھتے (جس سے ان گروہون کی دل آزردگی متصور ہو) بلکہ ان کا اہلحدیث کہلانا اس نیت و مراد سے ہے کہ وہ زیادہ تر نقل و روایت حدیث سے مشغول رہتے ہین ۔ اور استنباط مسایل خفیہ کیطرف توجہ کم رکھتے ہین ۔ اور تخریج اقوال ایمہ مذاہب سے کام نہین رکھتے اور بلا واسطہ ایمہ مجتہدین ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اور کسی مذہب حنفی شافعی کیطرف منسوب ہونے کو ضروری نہین جانتے ۔ جیسا کہ دوسری اسلامی فرقہ جو فقہاء یا اہل الرائے کہلاتے ہین زیادہ تر استنباط و تخریج سے مشغول رہتے ہین اور نقل و روایت حدیث کی طرف کم توجہ رکھتے ہین اور حدیث پر بواسطہ مجتہدین عمل کرتے ہین اور مجتہدین کے اقوال سے تخریج مسایل کرتے ہین اور اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مجتہدین کیطرف منسوب کر کے حنفی شافعی وغیرہ کہلاتے اور ان ہی القاب کو اپنا مذہبی خطاب ٹھہراتے ہین ۔ بجائے ان خطابات کے وہ اہلحدیث کہلانا نہین چاہتے اور نہ کہلاتے ہین ۔

اس بیان کی تصدیق و تائید مین ہم ایسے شخص کی شہادت پیش کرتے ہین جسکو ہندوستان کے سبھی اہل مذاہب سنیہ کیا اہلحدیث اور کیا حنفیہ وغیرہ اپنا مقتدا پیشوا سمجھتے ہین اور ان کی تحقیق و کلام کو مستند خیال کرتے ہین ۔ وہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث و فقیہ دہلوی ہین ۔ جو حنفی خاندان مین ہوئے ۔ اور فقہ و حدیث دونون مین اعلے رتبہ کمال کو پہنچے ۔ اور اسی وجہ سے اہلحدیث و اہل فقہ دونو گروہ مین وہ امام تسلیم کئے گئے ہین ۔

اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین صفحہ ۱۵۲ سے صفحہ ۱۵۷ تک ایسی تقریر

کی ہے جو ہمارے بیان کے لفظ بلفظ مصدق ہے بلکہ سچ پوچھو تو ہمارا کلام اسی بیان سے مستفاد ہے۔

ہم اس کلام کو اپنے ضمیمہ اشاعۃ السنۃ جلد اول کے متعدد نمبروں (۸-۹-۱۰) مین تمام نقل کر چکے ہین - اس مقام مین اپنی عادت عدم تکرار کے موافق اس کا خلاصہ نقل کرتے ہین جن شائقین کو ملاحظہ تمام کلام کا شوق ہو وہ حجۃ اللہ البالغہ ملاحظہ کرین وہ میسر نہو تو ضمیمجات اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ ۹ ۱۰ جلد ۱ طلب فرما کر ملاحظہ فرمائین۔

جناب ممدوح بصفحہ ۱۵۲ کتاب مذکور فرماتے ہین - اہل حدیث و اصحاب الرای مین

باب الفرق بین اهل الحدیث واصحاب الرأی اعلم انه کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب وابراهیم والزهری وفی عصر مالك وسفیان و بعد ذلك قوم یکرهون الخوض بالرأی ویهابون الفتیا والاستنباط الالضرورة لایجدون منها بدًا وکان اکبر همهم روایة حدیث رسول الله صلعم ... فوقع شیوع تدوین الحدیث والاثر فی بلدان الاسلام وکتابة الصحف والنسخ من حاجتهم لوقع عظیم فطاف من ادرك من عظائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق والمصر والیمن والخراسان و

فرق کا بیان - جو علماء سعید بن مسیب و زہری و مالک و سفیان وغیرہ کے ہم عصر تھے وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس و استنباط و فتوی کو پسند نہ رکھتے تھے - انکا خیال بہت اسطرف رہتا کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کرتے + + + پہر احادیث کی تصنیف و تالیف شروع ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر علماء ملک حجاز - شام عراق - مصر - یمن کے شہرون مین پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اسقدر حدیثین جمع ہوئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسناد مین اسقدر کثرت

وجمعوا الكتب وتتبعوا النسخ واجتمع
باهتمامهم اولئك من الحديث والآثار
مالم يجتمع لاحد قبلهم وتيسر لهم مالم
يتيسر لاحد قبلهم وخلص اليهم من
طرق الحديث شئ كثير حتى كان يكثر
من الاحاديث عندهم مائة طريق
فما فوقها وظهر عليهم احاديث صحيحة
كثيرة لم تظهر على اهل التقوى من
قبل - × × × × فكان رؤس
هولاء عبد الرحمن بن مهدى ويحيى
بن سعيد القطان ويزيد بن هارون
وعبد الرزاق وابو بكر بن ابى شيبه
ومسدد وهناد واحمد بن حنبل و
اسحاق بن راهويه والفضل بن
دكين وعلى بن المدينى واقرانهم
وهذه الطبقة هى الطراز الاول من
طبقات المحدثين فرجع المحققون
منهم بعد احكام فن الرواية ومعرفة
مراتب الاحاديث الى الفقه فلم يكن
عندهم من الرأى ان يجمع على تقليد
رجل ممن مضى مع ما يرون من الاحاديث

ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند سے بہم
پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ ہے
یا مشہور انکو معلوم ہوا اور ان کو بہت سی
ایسی حدیثیں صحیح معلوم ہوئیں جو پہلے اہل
فتویٰ پر مخفی تہیں × × × اس
طبقہ کے سردار یہہ لوگ تھے عبد الرحمن بن
مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون
عبد الرزاق - ابوبکر بن ابی شیبہ -
مسدد - ہناد - احمد بن حنبل - اسحاق بن
راہویہ - فضل بن دکین - علی ابن مدینی
وغیرہ - یہ طبقہ محدثین کے طبقات سے
اول نشان تھے - اس طبقہ کے محقق لوگ
فن روایت کو مضبوط کرنے اور مراتب
حدیث پہنچانے کے بعد فقہ کی طرف متوجہ
ہوئے ان کے نزدیک فقہ اسکا نام نہ تھا
کہ ایک شخص کی تقلید کیجاوے باوجودیکہ
مذاہب متقدمین سے ہر مذہب میں احادیث
و آثار متناقضہ نظر آرہے ہیں - پس وہ
کتاب اللہ و سنت رسول و آثار صحابہ و
اقوال تابعین و مجتہدین کے بسبب قواعد
ذیل تفحص کرنے لگے -

والآثار المتناقضة فی کل مذهب من تلك المذاهب فاخذوا یتتبعون احادیث النبی صلعم وآثار الصحابة والتابعین والمجتهدین علی قواعد حکموها فی نفوسهم وانا ابینها لك فی کلمات یسیرة کان عندهم انه اذا وجد فی المسئلة قرآن ناطق فلا یجوز التحول منه الی غیره واذا کان القرآن محتملاً لوجوه فالسنة قاضیة علیه فاذا لم یجدوا فی کتاب الله اخذوا سنة رسول الله صلعم سواء کان مستفیضاً دایراً بین الفقهاء او یکون مختصاً باهل بلد او اهل بیت او بطریق خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم یعملوا به ومتی کان فی المسئلة حدیث فلا یتبع فیها خلاف اثر من الآثار ولا اجتهاد احد من المجتهدین واذا فرغوا جهدهم فی تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلة حدیثاً اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعین ولا یتقیدون

(۱) ان کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مسئلہ مین قرآن ناطق پاتے تو پھر کسی کی طرف توجہ نہ کرتے ۔ اور اگر قرآن کئی معانی کا محتمل ہوتا تو قرآن کا فیصلہ حدیث سے کرتے ۔

(۲) جب کتاب اللہ مین کوئی حکم نہ پاتے تو وہ حکم سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ حدیث فقہا مین مشہور ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون سے مخصوص ہوتی کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک معمول ہوتی خواہ نہ ہوتی جب وہ کسی مسئلہ مین حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی و اجتہاد مجتہد (جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے نہ جاتے

(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت صحابہ و تابعین کے اقوال کو لیتے بلا خصوصیت اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہون جیسا کہ ان سے پہلے لوگ کیا کرتے تھے ۔ پس جس امر پر اکثر خلفا و فقہا کے اقوال متفق ہوتے اسپر اعتماد کرتے اگر کسی امر مین علماء کا اختلاف پاتے تو ان مین سے جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابط ہوتا اسکے قول کو اعتبار کرتے ۔ اور جس مسئلہ مین

بقوم دون قوم ولا بلد دون بلد
كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق جمهور
الخلفاء والفقهاء على شئ فهو المقنع
وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم
واورعهم ورعاً واكثر ضبطاً او ما اشتهر
عنهم فان وجدوا شيئاً يستوي فيه
قولان فهي مسئلة ذات قولين فان
عجزوا عن ذلك ايضاً تاملوا في عمومات
الكتاب والسنة وايماءاتها واقتضاآتها
حملوا نظير المسئلة عليها في الجواب
اذا كانا متقاربين بادي الرائي
لا يعتمدون في ذلك على قواعد من
الاصول ولكن على ما يخلص الى الفهم
ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان
التواتر عدد الرواة ولا حالهم ولكن
اليقين الذي يعقبه في قلوب الناس
كما نبهنا على ذلك في بيان حال الصحابة
وكانت هذه الاصول مستخرجة
عن صنيع الاوائل وتصريحاتهم۔

۱۵۵
وكان ترتيب الفقه على هذا الوجه
يتوقف على جمع شئ كثير من الاحاديث

دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرح کا
مسئلہ قرار دیتے۔

(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نہ پاتے تو کتاب
و سُنت کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ
مین تامل کرتے پس جو نص سے سمجھہ مین
آتا اس کی نظیر کو اسپر محمول کرتے اگر دونو
کو بادی الرائے مین باہم ملتا جلتا دیکھتے
اسباب مین وہ قواعد اصولی پر بھروسہ
نکرتے بلکہ اپنی سمجھہ اور دل کے اطمینان
پر اعتماد کرتے چنانچہ تواتر مین مدار صدق
و اعتبار راویون کی کثرت اور عدالت
نہین بلکہ طمانیت و یقین قلب ہے جیسا کہ
ہم نے تفصیل حال صحابہ کے ضمن مین
بیان کیا ہے اور اس طور پر فقہ بنانا بہت
سی جمیعت احادیث و آثار پر موقوف ہے
یہان تک کہ امام احمد حنبلؒ سے کسی نے
پوچھا کہ فتوی دینے کے لئے انسان کو
ایک لاکھ حدیث کافی ہے؟ آپ نے
فرمایا نہین ہے آخر کہا گیا کہ پانچ لاکھ حدیث
کافی ہے۔ آپ بولے ہان امید کرتا ہون
ایسا ہی کتاب غایۃ المنتہی مین بیان کیا ہے

والآثار حتى سُئل احمد يكفي للرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمس مائة الف قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذا الاصل ثم انشأ الله تعالى قرناً آخر فرأوا اصحابهم قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على اصولهم فتفرغوا الفنون اخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحاق واضرابهم وكجمع احاديث الفقه التي بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل حديث بما يستحقه وكالشاذة والفاذة من الاحاديث التي لم يروها او طرقها التي لم يخرجوا من جهتها الاوائل مما فيه اتصال او علو سند او رواية فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو ذلك من المطالب العلميه - وهؤلاء هم البخاري ومسلم وابو داؤد وعبد بن حميد والدارمي وابن ماجة وابو يعلى

اس سے آپکی مراد ان اصول و قواعد کے موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا ہے -

انکے بعد خدا تعالی نے اور (محدث) لوگون کو پیدا کیا - اونھون نے دیکھا کہ ہم سے پہلے محدثون نے حدیث کو جمع کر دیا ہے اور قواعد اہل حدیث کے موافق فقہ کی بنا ر بھی قایم کر دی ہے تو انہون نے اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر اہتمام کیا جیسے حدیث صحیح کو جمیع اکابر اہلحدیث (امثال یزید بن ہارون و یحیی بن سعید واحمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ) کا اتفاق ہو غیر سے علیحدہ و ممیز کرنا اور ان احکامی و فقہی احادیث کو جنپر مجتہدین و فقہا ربلاد نے اپنے مذہب کی بنا قائم کی ہے اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکے موافق حکم لگانا اور شاذ و نادر حدیثون کو جنکو پہلون نے روایت نہین کیا یا انکی خاص اسنادون سے تعرض نہین کیا - اور ان مین اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ سے یا حافظ الحدیث کے حافظ الحدیث سے

والترمذی والنسائی والدارقطنی والحاکم
والبیہقی والخطیب والدیلمی وابن عبد البر
وامثالہم وکان اوسعہم علماً عندی
وانفعہم تصنیفاً واشہرہم ذکراً رجال
اربعۃ متقاربون فی العصر اولہم
ابو عبد اللہ البخاری وثانیہم مسلم
النیشاپوری وثالثہم ابو داؤد
السجستانی ورابعہم ابو عیسیٰ الترمذی
* * * وکان بازاء ہؤلاء فی
عصر مالک وسفیان وبعدہم قوم لایکرہون
المسائل ولایہابون الفتیا ویقولون
علی الفقہ بناء الدین فلابد من
اشاعتہ ویہابون روایۃ حدیث
رسول صلعم والرفع الیہ حتی قال الشعبی
علی من دون النبی صلعم احب الینا
فان کان فیہ زیادۃ او نقصان کان
علی من دون النبی صلعم وقال ابراہیم
اقول قال عبد اللہ وقال علقمۃ احب
الینا۔ وکان ابن مسعود اذا حدث
عن رسول اللہ صلعم تربد وجہہ و
قال ہکذا او نحو ہکذا او نحوہ

روایت پائی جاتی ہے یا ایسے ہی اور علمی
مطالب انکو بیان کرنا۔ وہ لوگ یہ ائمہ
ہیں امام بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ عبد
بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابو یعلی
ترمذی۔ نسائی۔ دارقطنی۔ حاکم بیہقی
خطیب (بغدادی) دیلمی ابن عبد البر
اور ان کے امثال واقران ان سب میں
سے ہمارے خیال بڑے وسیع العلم اور
تصنیف سے خلائق کو نفع رسان اور مشہور
چار شخص ہیں جو باہم قریب زمانہ تھے۔
اول ابو عبد بخاری دوم امام مسلم نیشاپوری
تیسرے امام ابو داؤد السجستانی۔ چوتھے
امام ابو عیسیٰ ترمذی۔ * *
ان لوگوں کے مقابلہ میں امام مالک اور
سفیان کے زمانہ میں اور ان کے پیچھے ایسے
لوگ بھی ہوئے (جو استنباط واجتہادی)
مسایل بتانے اور فتوی دینے سے نہ ڈرتے
اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا فقہ (و اجتہاد)
پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہئے اور آنحضرت
سے حدیث کرنے سے ڈرتے شعبی کا قول
ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اور کا قول

× × × فوقع تدوین الحدیث والفقه
والمسایل من حاجتهم بموقع من وجه آخر
وذلك انه لم یکن عندهم من الاحادیث
والآثار ما یقدرون به علی استنباط
الفقه علی الاصول التی اختارها اهل
الحدیث ولم تنشرح صدورهم للنظر فی اقوال
علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا
انفسهم فی ذلك وکانوا اعتقدوا فی ائمتهم
انهم فی درجة العلیا من التحقیق وکان قلوبهم امیل شئ
الی اصحابهم × × × × فمهدوا الفقه
علی قاعدة التخریج وذلك ان یحفظ کل احد
کتاب من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال
القوم واصحهم نظرا فی الترجیح فیتامل فی
کل مسئلة وجه الحکم فکلما سئل عن شئ
او احتاج الی شئ رأی فیما یحفظه من تصریحات
اصحابه فان وجد الجواب فبها والا
نظر الی عموم کلامهم فاجراه علی هذه
الصورة او اشارة ضمنیة بکلام فاستنبط
منها وربما کان لبعض الکلام ایماء و
اقتضاء یفهم المقصود وربما کان
للمسئلة المصرح بها نظیر یحمل علیها وربما

بیان کرنا مجھے پسند ہے کیونکہ اسمیں کمی بیشی
بھی ہوجائے تو اسی زور لے اشخص پر
ہوگی نہ رسول اللہ پر ابراہیم کا قول ہے کہ میں
جواب مسائل میں صرف یہ کہدوں کہ عبداللہ
نے یوں کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے ۔
اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے روایت
کرتے انکا چہرہ انکی بیشی ہوجانے کے خوف
سے متغیر ہوجاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے
ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکی اور کچھ ×
× پس حدیث اور فقہ اور مسائل کی
تصنیف انکی حاجت کے مطابق اور طور سے
ہوئے جسکا بیان یہ ہے کہ ان کے پاس احادیث
و آثار تو اسقدر نہ تھے جس سے وہ اہل حدیث
کے اصول پر استنباط مسائل فقہ کر سکتے اور
علماء کے اقوال میں نظر اور بحث کرنا انہوں نے
پسند نہ کیا اس امر میں وہ اپنی نسبت بدگمان
رہے اور اپنے آپکو اس امر کے لائق نہ سمجھا اور اپنے
ائمہ کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ بڑے
عالی رتبہ تحقیق پر تھے ۔ اور ان کے دل
ان کی طرف بہت مائل تھے ۔ × × ×
انہوں نے اس قاعدہ تخریج (بات سے بات نکالنی)

نظر وافی علة الحکم المصرح به بالتخریج او بالسبر والحذف فادار واحکمه علی غیر المصرح به وربما کان له کلامان لو اجتمعا علی هیئة القیاس الاقترانی او الشرطی انتجا جواب المسئلة وربما کان فی کلامهم ما هو معلوم بالمثال والقسمة غیر معلوم بالحد الجامع المانع فیرجعون الی اهل اللسان و یتکلفون فی تحصیل ذاتیاته وترتیب حد جامع مانع له وضبط مبهمه وتمیز مشکله وربما کان کلامهم محتملا لوجهین فینظرون فی ترجیح احد المحتملین وربما یکون تقریب الدلائل خفیاً فیبینون ذلك وربما استدل بعض المخرجین من فعل ائمتهم وسکوتهم ونحو ذلك فهذا هو التخریج ویقال له القول المخرج لفلان کذا ویقال علی مذهب فلان او علی اصل فلان او علی قول فلان جواب المسئلة کذا وکذا ویقال لهولاء المجتهدون فی مذهب وعنی هذه الاجتهاد علی هذه الاصل من قال من

پر فقہ کی سٹری جاری تخریج کی صورت یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کی جو اقوال مذاہب ائمہ سے خوب واقف ہو کتاب کو یاد کرلیا اور ہر مسئلہ مین حکم کیوجہ سوچ رکھا پس جب کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو اگر اس کتاب مین ائمہ کا صریح قول پایا تو اسکو جواب مین پڑھ سنایا نہین تو کسی قول کے عموم کو دیکھا اسمین وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر وہ حکم جاری کیا اور اگر اس قول مین کوئی اشارہ پایا تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال مین کچھ اقتضا رد ایما بھی پائی جاتی ہے جس سے مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسایل کی نظیر ملجاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہو سکتا ہے اور کبھی علماء ائمہ کے کسی صریح حکم سے علت نکال لیتے ہین اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہین اور بعضے اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتے ہین جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی ملانے سے جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور کبھی مجتہد کی کلام مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بطور مثال معلوم ہوتی ہین انکی پوری حقیقت و تعریف مذکور نہین ہوتی ۔ پس اس مجتہد کے پیرو علماء ان باتون کے جاننے مین محاورہ اہل

حفظ المبسوط کان مجتہدا ای وان لم یکن له علم بروایة اصلا ولا بحدیث واحد فوقع التخریج فی کل مذهب کثیر

(حجة الله البالغه صـ۱۵۱ وغیره)

زبان کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بتکلف انکی حدین وتعریفین مقرر کرتے ہین اور ان مثالون کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہین اور کبھی ان کے اقوال دو معنے کے محتمل ہوتے ہین تو وہ ایک معنے کو ترجیح دیتے ہین کبھی انکے دلائل کا بیان وسیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح کر دیتے ہین اور بعض اوقات تخریج کرنے والے اپنے امامون کے فعل وسکوت سے کوئی بات نکال لیتے وعلی ہذا القیاس - تخریج اسی فعل کا نام ہے اور اس بات کو جو نکالی جاتی ہے قول مخرج (نکالی ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکو یون بھی کہا جاتا ہے کہ یہہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگون کو جو ایسی بات نکالتے ہین مجتہد فی المذہب* کہا جاتا ہے اسی طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کے قول مین مراد ہے جسنے کہا ہے کہ جسنے کتاب مبسوط یاد کر لی وہ مجتہد ہے - یعنی اگرچہ اس کو ایک روایت یا حدیث کا علم بھی نہو - اس طور سے تخریج سب مذاہب مین ہو چکی ہے -

اور جناب ممدوح اس کتاب مین بصفحہ ۱۶۶ فرماتے ہین کہ منجملہ ان مسائل کے جنمین

ومنها (ای من مسائل ضلت فی بوادیها الافهام وزلت الاقدام وطغت الاقلام) انی وجدت بعضهم یزعمون ان هنالك فرقتین لاثالث لهما اهل الظاهر واهل الرای وان کل من قاس واستنبط فهو من اهل الرای کلا والله بل لیس المراد بالرای نفس الفهم والعقل فان ذلك لاینفك من احد من العلماء ولا الرای الذی لایعتمد

فہم چوک گئی اور قدم پھسل گئے اور قلم تیز گئی ہین ایک یہ مسئلہ ہے کہ مینے بعض علماء کو اس خیال پر پایا ہے کہ اہل سنت کے یہان دو ہی فرقے ہین اہل ظاہر اور اہل الرائے تیسرا کوئی فرقہ نہین) اور جسنے قیاس یا استنباط مسائل کیا وہ اہل الرای ہو گیا - اور درحقیقت بخدا ایسا ہرگز نہین ہے اور رائے سے صرف سمجھ اور عقل مراد نہین اس سے تو کوئی بھی عالم خالی نہین

رائے

* یہ بھی ایک اصطلاح ہی اور جو ابن کمال پاشا نے مجتہدین کو سات طبقہ ٹہرائی ہین اور ازانجملہ مجتہد فی المذہب کو طبقہ مین شمار کیا ہے وہ خاص اسکی اصطلاح ہے جسمین کوئی اسکا پیشوا نہین ہے - دیکھو ضمیمہ نمبر ۱

على سنته اصلاً فانه لا ينتحله مسلم
البتة ولا القدرة على الاستنباط
والقياس فان احمد واسحق بل الشافعي
ايضاً ليسوا من اهل الرائ بالاتفاق و
هم يستنبطون ويقيسون بل المراد من
اهل الرائ قوم توجهوا بعد المسائل
المجمع عليها بين المسلمين او بين جمهور
هم الى التخريج على اصل رجل من
المتقدمين فكان اكثر امرهم حمل النظير
على النظير والرد الى اصل من الاصول دون
تتبع الاحاديث والآثار والظاهري
من لا يقول بالقياس ولا باثار الصحابة
والتابعين كداؤد وابن حزم وبينهما
المحققون من اهل السنة كاحمد و
اسحق - (حجة الله البالغة ص ۱۲۶)

مراد ہے جو حدیث کی طرف مستند نہو ایسی
کو تو کوئی بھی مسلمان نہین لے سکتا اور
استنباط و مسائل اور قیاس پر قادر ہونے
نام رائے ہے - یہہ رائے تو امام احمد و اسحا
مین بھی پائی جاتی - ہے جنکو بالاتفاق اہل ا
نہین کہا جاتا - بلکہ اہل الرائے سے وہ لوگ
مراد ہین جو اتفاقی مسائل کے بعد متقدمین
متاخرین سے کسی ایک امام کے اقوال سے
تخریج مسائل کیطرف متوجہ ہوئے انکا کام غا
یہہ تھا کہ ایک چیز کا حکم اسکی نظیر سے نکالین ا
انکو اصول کی طرف رجوع کرین نہ یہ کہ احادیث
و آثار کی تلاش مین لگین اور ظاہری سے وہ
شخص مراد ہے جو نہ قیاس کا قائل ہو نہ آثار صحابہ
تابعین کا قائل ہو جیسے داؤد اور ابن حزم
تھے ان دونون فرقون اہل سنت کے مابین
تیسرا فریق محققین اہل سنت کا ہے جیسے امام احمد و اسحاق تھے (جو احادیث و آثار سے بھی تمسک
کرتے اور قیاس و استنباط کے بھی قائل تھے"۔

اس بیان سے ہماری دوسری دلیل کی بھی پوری تائید و تفصیل
ہوئی - اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ اہل حدیث کا "اہلحدیث" کہلانا اور دوسرے
لوگون کو اہل الرائے کہنا اس معنے و مراد سے نہین جس سے دوسرے لوگون کا حدیث
سے بے تعلق ہونا اور رائے محض غیر مستند بحدیث پر چلنا مفہوم ہو اور اس سے ان

لوگون کی دل آزردگی متصور ہو۔ بلکہ اس معنی و مراد سے ہے جسکو دوسرے لوگ بخوشی تسلیم کرتے ہین اور ان ہی معنے کی نظر سے وہ اصحاب ظواہر کو اہلحدیث کہتے ہین اور خود بڑی فخر کے ساتھ اصحاب الرائے کہلاتے ہین۔

ہماری دلیل دوم اور اسکی مویدات کو ہماری غائبانہ دوست اڈیٹر سراج الاخبار جہلم غور سے ملاحظہ فرماوین اور اپنی اس سوء ظنی سے جو سراج الاخبار مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۸۶ء مین ظاہر کر چکے ہین دور فرماوین اپنے منصب ریفارمیشن کو پیش نظر رکھکر دشمنون کو دوست بنائین دوستون کو دشمن نہ بنائین ولنعم ماقیل

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا ؎ دلِ دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

تیسری دلیل

نام مین اگر وہ بامعنی ہو یہ دعوی کسیکو نہین ہوتا کہ اسکے معنے مسمے کے سوائے کسی دوسری مین پائے نہین جاتے اور اسپر اس معنی کا اطلاق صحیح نہین اسمین صرف یہ دعوے ہوتا ہے کہ اس معنی کو اس شخص سے جسکا نام مقرر کیا گیا ہے تعلق ہے گو دوسری سے بھی اسکا تعلق ہو۔

مثلاً کوئی اسلامی سوسائیٹی اپنا نام محمدن الیوسی الیشن مقرر کرے تو اس کا دعوی و مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ اس سوسائیٹی کو محمدی مذہب سے تعلق ہے یہ دعوی و مقصود ھرگز نہین ہوتا کہ اہل اسلام کی دوسری سوسائیٹیان جو اس شہر یا ملک مین قایم ہین انکو محمدی مذہب سے تعلق نہین ہے۔

ہمارے شہر لاہور مین اسوقت تین اسلامی سوسائیٹیان قایم ہین۔ انجمن اسلامی انجمن ہمدردی اسلامی۔ انجمن حمایت اسلام۔ اول کا اپنے نام مین یہ دعوے نہین کہ دوسری

انجمنین اسلامی نہین - دوسری کا یہ دعوی نہین کہ باقی مین ہمدردی نہین - تیسری کا یہ دعوی نہین کہ دوسری دو مین حمایت اسلام نہین - ایسا ہی باقی با معنے اسما کو سمجہنا چاہیئے ✤

یہی وجہ ہے کہ نام اور وجہ تسمیہ کا تعریف کی مثل جامع و مانع ہونا ضروری نہین سمجہا جاتا اور کسی نام کی نسبت اگر وہ با معنے ہو کوئی یہ دعوے نہین کرتا کہ جس چیز مین اس نام کے معنے پائے جاوین اسپر اس نام کا اطلاق ضروری ہے اور جس فرد سے مین وہ معنی پائے نہ جاوین اسپر اس نام کا اطلاق جائز نہین ہے -

بنا بَرعلیہ خطاب "اہلحدیث" کا قدیم ہونا اور خود کتب حنفیہ و شافعیہ مین بحق اہلحدیث مستعمل ہونا (جو دلیل اوّل مین بیان ہوا ہے) تسلیم نہ بھی کیا جاوے اور اس فرق اور وجہ تسمیہ اہلحدیث کو جسکا ذکر دلیل دوم مین ہوا ہے نیز صحیح نہ سمجہا جاوے تب بھی یہ نام وخطاب دوسرے فرقون کے اہلحدیث نہونے کی طرف مشعر اور ان کی دل آزردگی کا موجب نہین ہوسکتا - اس نام و خطاب کا مفہوم و مفاد صرف یہی ہوتا ہے کہ اس فرقہ کو حدیث سے کوئی تعلق ہے گو وہ تعلق دوسرے فرقون کو بھی ہو - ان دلائل ثلاثہ سے ہمارے دعوی کا کہ "اہلحدیث" پرانا خطاب ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقون کی دل آزردگی کا موجب نہین ہوسکتا - ہر ایک جز بخوبی ثابت ہوا - پہلی اور دوسری دلیل سے دونون جز - اور تیسری دلیل سے جز دوم - **اَب ہم اپنے ناظرین** (خصوصاً اپنے علاقی بہای سنیہ حنفیہ سے) **انصاف** کے طالب و منتظر ہین اور امید رکھتے ہین کہ وہ اہل اسلام کی حالت ضعف و تفرقہ پر رحم فرما کر اور تنازعات جزئیہ سے جو فریقین کے نادان و ناعاقبت اندیش وکیلون کی جانب سے برپا ہو رہے ہین نظر اوٹہا کر ہمارے دعوی اور اسکے دلائل ثلاثہ سے اتفاق رائے کرینگے - اور اس اتفاق سے اس باب منازعت کو بند کرائین گے ✤

اس مضمون کی تحریر اور گروہ عاملین کے لئے خطاب اہلحدیث کی تجویز سے ہمارا مقصود صرف باہمی اتحاد و امن قایم کرنا ہے اور تنابز بالالقاب کو (کہ ایک فریق دوسرے کو وہابی ولامذہب یا غیر مقلد کہتا ہے - اور وہ دوسرا اسکو لہابی و بدعتی) دور کرنا - اگر ہمارے علاتی بہائی حنفیہ وغیرہ اتباع فقہا رنے گروہ عاملین بالحدیث کے لئے خطاب اہلحدیث پسند کرلیا جیسا کہ ان کے اکابر آیمہ مذاہب نے تسلیم و تجویز کیا ہوا ہے تو جانب ثانی سے بھی انکا لقب سنی حنفی یا شافعی جسکو وہ بڑے فخر کے ساتھ اپنا لقب ٹہراتے ہین بخوشی تسلیم کرایا جائے گا - پھر نہ کوئی کسیکو وہابی ولامذہب یا غیر مقلد کہے گا نہ کوئی کسیکو لہابی و بدعتی - چنانچہ اسوقت فریقین ایک دوسرے کو ان ہی مکروہ و ناجایز القاب سے یاد کرتے ہین - اور فریقین مین امن و اتحاد قایم ہوگا اور ہر ایک فریق دوسرے کو اپنا بہائی سمجھے گا - اور ایک کا دوسرے کے مذہب سے بے جا مقابلہ موقوف ہوگا - فروعات جزئیہ مین اختلاف رہا تو اُسی صورت و پیرایہ مین رہے گا جیسا کہ سلف صالحین مین تھا -

اس رفع نزاع اور وقوع اتفاق کا جو نتیجہ ظاہر ہوگا وہ مخفی نہین ہے - خصوصاً ایسی حالت اور ایسے وقت مین کہ اہل اسلام دین و دنیا مین تحتانی درجہ انحطاط کو پہنچ گئے ہین - اور باہمی تنازعات کے سبب ان کے جان و مال تباہ ہو رہے ہین ایسی باہمی تنازعات اور ان کے انحطاط کا نتیجہ ہے کہ وہ اس وقت دوسری اقوام کی نظرون مین ذلیل و خوار ہین اور بہت سی تکالیف کے زیربار -

مسلمانون مین باہمی اتحاد ہوتا اور اس اتفاق کے ذریعہ سے انکی دین و دنیا کو عروج ہوتا تو کیا ممکن تھا؟ کہ وہ ہندؤن کے ہاتھون سے جوتیان کہا دین مارین جاوین اپنی جورو بیٹیون کی بے حُرمتی کرائین پھر وہی عدالتون سے مجرم قرار پاکر جیل خانہ کو بھرپور کرین - چنانچہ آج کل پنجاب و ہندوستان کے متعدد

شہروں (ہوشیارپور - لودھیانہ - انبالہ - دہلی - اٹاوہ وغیرہ
ہو رہا ہے ۔

یہ سبھی باہمی تنازع بے جا کا نتیجہ ہے جس سے بانی اسلام نے قرآن کی آیہ

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم
(انفال رکوع ۶)

میں جس میں ارشاد ہے کہ تم آپس میں
تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا
جاتی رہیگی ۔ اس کی پیشین گوئی کی ہے ۔ اب بھی اہل اسلام اپنا آپ سنبھالیں اور بیجھ
تنازعات بیجا پر خاک ڈالیں اور فروعات جزئیہ سے نظر اوٹھا کر اصل اصول ا
کی نظر سے باہمی اتحاد پیدا کریں تو پھر ان کو وہی جمعیت وہی شوکت وہی عزت وہی ش
حاصل ہو سکتی ہے ۔ جو کسی زمانہ میں مسلم تھی ۔

ان مضار و منافع کو ہمارے اخوان دین اہلحدیث اور حنفیین غور و انصا
سے سوچیں تو ممکن نہیں ہے کہ ہمارے اس مضمون میں اور اسی قسم کے دوسرے مضا
صلح آمیز میں نزاع کریں ۔ اور ان کی تائید و تصدیق میں ایک آن بھی توقف کریں
اسمیں کوئی علمی یا مذہبی غلطی پاویں ۔

اسلام کی پولیٹیکل ہدایتوں و تعلیموں سے وہ آشنا ہوں تو اس ع
مذہبی غلطی کو بھی بالائے طاق رکھکر بہ نظر مصلحت وقت و مقتضائے حالت ہما
اس قسم کی تجویزوں سے اتفاق کریں اور اس غلطی پر ہمکو دوسرے وقت میں اور ک
اور پیرایہ میں متنبہ کریں ۔ مگر جب تک توفیق رفیق نہو یہ بات ان کے خیال
کب آتی ہے ۔

ہمارے خیال میں ہمارے بھائیوں کو اس مضمون میں کوئی علمی یا مذہبی غلطی
کی گنجائش نہیں ۔ اس مضمون میں جو دعوے ہے اور اسکے دلایل یہ سب مسلمات ہیں ا
لایق ہیں کہ وہ انکو بلا چون و چرا تسلیم کر لیں ۔ اس مضمون میں انکا عذر ہے تو یہ

کہ زمانہ حال کے اہلحدیث ان اہلحدیث مین داخل نہین جنکا اہل حدیث ہونا ہمارے نزدیک مسلم ہے اور ہماری کتب مذہبی مین انکو اہلحدیث کہا گیا ہے۔ مگر یہ عذر ہمارے دعوی اور اسکی دلائل کے مخالف نہین ہے کیونکہ اس مین اہل حدیث زمانہ حال سے خاصکر بحث و تعرض نہین ہوا ومعہذا اس عذر کا جواب ہمارے پچھلے مضمون "اہلحدیث قدیم ہین یا جدید" بضمن رسالہ نمبر (۱۱) (جلد ۸) ادا ہو چکا ہے علاوہ بران ایک جواب اسکا ہم اور دینا چاہتے ہین جسکو آئندہ "اشتہ" مین شایع کرینگے وہ جواب انشاء اللہ تعالی ایسا ہوگا کہ اس مین ہمارے بھائیون کو سر ہو مقال کی مجال نہ ہوگی۔

اس مضمون حال سے یہہ بات تو ثابت ہوگئی کہ اہل اسلام مین کوئی فرقہ اگر اہلحدیث بہی کہلا چکا ہے جسکو مقلدین مذاہب مشہورہ خصوصا حنفیہ نے اپنی اور دیگر اہل مذاہب اربعہ کے مقابلہ مین اہل حدیث کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ اور یہ خطاب کسی دوسرے فرقہ کے حق مین (اس مین اہل حدیث زمانہ حال داخل ہون خواہ خارج) استعمال کرنا انکی دل آزردگی کا باعث نہین ہو سکتا۔ وهو المدعا۔

سرمہ چشم آریہ

یہ کتاب لاجواب مولف براہین احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف ہے جسے بغرض تحریر ریویو مصنف عالی ہمت نے ہمارے پاس بہیجوائی ہے اس مین جناب مصنف کا ایک ممبر اریہ سماج سے مباحثہ شایع ہوا ہے جو معجزہ شق القمر اور تعلیم وید پر بمقام ہوشیارپور ہوا تہا۔ اس مباحثہ مین جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور عقلی وجوہات سے معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ مین آریہ سماج کی کتاب (وید) اور اسکی تعلیمات وعقاید (تناسخ وغیرہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے ہم بجائے تحریر ریویو اس کتاب کے بعض مطالب بہ نقل اصل عبارت ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔ وہ مطالب بحکم "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" خود شہادت دینگے